www.KitaboSunnat.com

حافظ عبدالرحمٰن مدنی ☆

قرآنِ کریم کے متنوع لہجات اوران کی حجیت

زیرنظر مضمون معروف عالم دین اور ادارہ کلّیة القرآن الکریم، جامعہ لاہور الاسلامیہ کے بانی وسرپرست اعلیٰ حافظ عبدالرحمٰن مدنی ﷾ کے اُن ارشادات پر مشتمل ہے، جوانہوں نے کلّیة القرآن الکریم کے زیراہتمام منعقد ہونے والی عالمی محفل قراءت ۲۰۰۷ء میں تفصیلی خطاب کی صورت میں پیش فرمائے۔اس خطاب کی خصوصیت یہ تھی کہ حافظ صاحب ﷾ نے نامور صحافیوں اور جلیل القدر علماے حدیث وقراءات کی موجودگی میں علم قراءات کو عوامی انداز میں مثالوں کے ساتھ پیش فرمایا تاکہ ثبوت قراءات کو عقلی وعرفی ذہن سے سمجھایا جاسکے۔[ادارہ]

﴿وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا﴾ [بنی إسرائیل:۱۰۶]

اگرچہ میں آج آپ کے سامنے اِسلامی دنیا کے اندرقرآن مجید پڑھنے کے مختلف اُسلوب اورلب ولہجے کے بارے میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں،لیکن چند ایک باتیں جو صحیح بخاری کے متعلق ہیں،میں ان کا ذکر بھی مناسب سمجھتا ہوں۔اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلامی دنیا اورعالم عرب کے تقریباً ہر خطے میں پہنچنے کا موقع دیا ہے۔وہاں جاکر میں نے بغور اہل علم کے رجحانات اوران کے اَسالیب کا جائزہ لیا۔

چند سال پہلے مجھے مراکش کے بادشاہ حسن ثانی نے اپنے ہاں لیکچر کے لئے دعوت دی،اسکے علاوہ بھی ان کی خصوصی مجلسوں میں شرکت کا موقع ملا،تو دنیا کے اندر میں نے پہلی دفعہ یہ اہتمام دیکھا کہ جس طرح ہمارے ہاں ستائیسویں رمضان کوقرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اورمٹھائی تقسیم ہوتی ہے اسی طرح شاہی محل اوراس کی متابعت میں پورے مراکش میں تقریب ختم بخاری کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔۲۷ رمضان المبارک کوقرآن مجید کے ختم کے بعد صحیح بخاری شریف کے ختم کی تقریب ہوتی ہے اوراس تقریب کے بعد کافی دیر تمام حاضرین صحیح بخاری شریف کی آخری حدیث میں موجود کلموں سبحان الله وبحمده سبحان الله العظيم کاورد کرتے ہیں۔میں نے جب یہ فضا دیکھی تو بڑا حیران ہوا کہ صحیح بخاری شریف کوبھی بڑے اہتمام کے ساتھ ۲۷رمضان کوختم کیا جاتا ہے۔علاوہ ازیں میں نے مجمع ملک فہد کی طرح حدیث کا بڑا ادارہ مراکش میں پایا،اس کا نام دار الحديث الحسنية ہے۔اس میں حدیث اورسنت کے موضوعات پرخصوصی لیکچرز کا اہتمام ہوتا ہے اورانہیں موضوعات پرتحقیقات کروائی جاتی ہے۔

امام عاصم ؒ، جوکہ کوفہ سے تعلق رکھتے تھے، کے دو شاگرد امام حفص ؒ اورامام شعبہ ؒ ہیں۔ہماری مشرقی اسلامی دنیا میں امام عاصم ؒ کی قراءت ،جوان کے شاگرد امام حفص ؒ کی روایت سے چلتی ہے، پڑھی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں جوقرآن مجید مطبوع ہیں وہ بھی اسی روایت میں ہیں۔امام عاصم ؒ کے بالمقابل ایک دوسرے امام سیدنا نافع ؒ ہیں،ان کے دوشاگرد امام ورش ؒ اورامام قالون ؒ ہیں۔اس وقت اسلامی دنیا میں،خصوصاً

☆رئیس جامعہ لاہور الاسلامیہ ورئیس مجلس التحقیق الاسلامی،لاہور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مراکش اور افریقہ کے وسطی علاقوں میں امام نافع رحمہ اللہ کے شاگرد امام ورش رحمہ اللہ کی روایت اس طرح معروف ہے جس طرح ہمارے ہاں امام حفص رحمہ اللہ کی روایت معروف ہے، بلکہ عام لوگ اس روایت کے علاوہ کسی روایت کو جانتے ہی نہیں، جبکہ امام نافع رحمہ اللہ ہی کے شاگرد امام قالون رحمہ اللہ کی روایت لیبیا اور تیونس میں پڑھی جاتی ہے۔

بعض لوگ جن کو قرآن مجید کی قراءتوں سے اختلاف ہے، وہ عام طور پر یہ اسلوب اختیار کرتے ہیں کہ قرآن مجید قولی تواتر سے ثابت ہے اور قولی تواتر سے ان کی مراد ہوتی ہے کہ یہ سینہ بہ سینہ اور نسلا بعد نسل چلا آرہا ہے۔ جس طرح قرآن مجید ہمارے علاقوں میں امام عاصم رحمہ اللہ کی قراءت اور امام حفص رحمہ اللہ کی روایت سے سینہ بہ سینہ ہم تک پہنچا، اسی طرح مراکش، لیبیا اور تیونس وغیرہ میں قرآن مجید سینہ بہ سینہ اور نسلا بعد نسل دیگر قراءات سے پہنچا ہے۔ یہاں قالون عن نافع اور ورش عن نافع کی روایات رائج ہیں۔ اسی طرح سوڈان وصومالیہ وغیرہ کی عام مساجد میں امام ابوعمرو بصری رحمہ اللہ اور ان کے شاگرد امام دوری رحمہ اللہ کی قراءت پڑھی جاتی ہے۔ یہاں قرآن کے مصحف بھی دوری عن ابوعمرو بصری کے نام سے طبع ہوتے ہیں۔ آئمہ حضرات نمازوں میں قراءت بھی دوری عن ابوعمرو بصری کی کرتے ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے توفیق بخشی کہ میں نے مذکورہ سارے علاقوں کا سفر کیا اور تلاوت کے یہ تمام اسالیب خود مشاہدہ کیے ہیں۔ اس سارے ماحول کو دیکھ کر قراءات کے حوالے سے ذہن میں موجود تشویش اور وسوسوں کا از خود علاج ہو جاتا ہے۔

یہ مختلف لب و لہجے دیکھ کر بعض لوگ اشکال کا شکار ہو جاتے ہیں کہ کیا قرآن مجید میں بھی اختلاف ہے، حالانکہ یہ قرآن مجید کا اختلاف نہیں۔ آسان انداز میں بات یوں سمجھئے کہ دنیا کی ہر زبان کے اندر لب ولہجہ کا اختلاف ہے۔ مثال کے طور پر آپ اردو زبان کو ہی لے لیں، اس میں ایک لفظ ہے ناپ تول، بعض لوگ اسے ناپ تول کہتے ہیں جبکہ بعض لوگ ماپ تول۔ اس کے علاوہ ایک لفظ سسر ہے، بعض لوگ اسے سسر اور بعض اسے خسر کہتے ہیں۔ انگریزی زبان کا ایک لفظ ہے شیڈول، بعض انگلش بولنے والے اسے شیڈول اور بعض سیکیجوئل کہتے ہیں۔ کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ ایک غلط ہے اور دوسرا صحیح۔ نزول قرآن مجید کے متعلق صحیح احادیث میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا کہ میری اُمت قرآن مجید کو ایک انداز سے نہیں پڑھ سکتی۔ [صحیح مسلم: ۸۲۱] ایک دوسری روایت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری اُمت میں بوڑھے بھی ہیں، لڑکے اور لڑکیاں بھی ہیں، عمروں کا تفاوت اور زبانوں کا فرق ہے۔ اگر ایک لب ولہجہ لازم کر دیا گیا تو امت مشکل میں پڑ جائے گی، کیونکہ عرب کے مشہور قبائل، جن کی لغتیں یا لہجے چلتے تھے وہ سات ہیں: قریش کے علاوہ مشہور قبیلہ تمیم، ہذیل، غز، ربیعہ، ہوازن اور ثقیف وغیرہ۔ [سنن ترمذی: ۲۹۴۴]

اصل میں جس طرح مختلف زبانوں اور لہجوں کا فرق ہوتا ہے، اسی طرح عربی زبان میں بھی لب ولہجے کا فرق موجود ہے۔ اس حوالے سے اردو زبان کی مثالیں مذکورہ سطور میں گزر چکی ہیں۔ صحابہ کرام کے مکالمے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے بعد ثابت ہوا کہ دنیا بھر کے اسلامی ممالک میں پڑھے جانے والے تمام لب ولہجے اور اُسلوب ایک ہی انداز میں سینہ بہ سینہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متواترۃ ثابت ہیں۔ تمام قراء حضرات قرآن مجید کی ہی تلاوت کرتے ہیں، نا کہ غیر قرآن کی۔ جو قراءت سوڈان میں پڑھی جاتی ہے اس میں لفظ 'الناس' کو 'الناس' کی بجائے 'نیس' پڑھا جاتا ہے۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے بچوں کو پڑھاتے وقت 'با، تا، ثا' کو 'بے، تے، ثے' بول دیتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یہ صرف لب ولہجے کا فرق ہے، ورنہ اصل میں وہی 'بے، با' ہے وہی 'تے، تا' ہے اور وہی 'ثے، ثا' ہے۔ یہ تلاوتِ قرآن کے دو مختلف انداز ہیں، جنہیں فتح و اِمالہ کہتے ہیں۔ اِمالہ دو طرح کا ہوتا ہے: امالہ کبری، امالہ صغری۔ 'با' کو 'بے' پڑھنا امالہ کبری ہے۔

پاکستانی اور سعودی علماء جانتے ہیں کہ یہ تمام اسلوب، لب ولہجے اور انداز نبی اکرم ﷺ سے تواتر سے منقول ہیں، لیکن عوام اپنے ہاں مروّج لہجوں کے علاوہ دوسرے اَسالیب سے واقف نہیں ہوتے۔ مراکش اور لیبیا سمیت دنیا کے کئی اسلامی ممالک ایسے ہیں، جہاں پر روایت حفص نہیں پڑھی جاتی۔ امام عاصم رحمہ اللہ کے شاگرد امام حفص رحمہ اللہ کی قراءت ان ممالک میں نہیں پڑھی جاتی، حالانکہ وہاں بھی قرآن مجید قولی تواتر سے پہنچا ہے اور قولی تواتر کا انداز بھی وہی ہے جو کہ ہمارے ہاں امام عاصم رحمہ اللہ کے شاگرد امام حفص رحمہ اللہ کی قراءت کا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا لوگوں کا قرآن مجید بھی مختلف ہے؟ جواب یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے لکھنو کا اردو بولنے والا دہلی کی اردو کیسے بولے؟ اور سرائیکی بولنے والا امرتسر کی پنجابی کیسے بولے؟

یہ مشکل اس وقت پیدا ہوتی ہے، جب کوئی چیز ہماری اپنی زبان میں اتری ہو اور ہمیں اپنی زبان کے علاوہ دوسرے لب ولہجے میں پڑھنا پڑ جائے۔ یہی مشکل نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام کے سامنے پیش کی۔ بعض اَحادیث میں اس بات کا ذکر ہے کہ بار بار اس بات کا مشورہ دینے والے حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔ نبی اکرم ﷺ بار بار اس بات کا اصرار کرتے رہے کہ میری اُمت میں بوڑھے، بچے اور بچیاں بھی ہیں، مختلف بولیاں بولنے والے بھی ہیں، لب ولہجے مختلف ہیں اور انداز جدا جدا ہیں، اس لئے مختلف قراءتوں میں پڑھنے کی اجازت دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آسانی بار بار ہوتی رہی یہاں تک کہ یہ آسانی سات تک پہنچ گئی۔ اس کے بعد نبی مکرم ﷺ نے حضرت میکائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو وہ خاموش ہوگئے، لہٰذا جب میکائیل علیہ السلام خاموش ہوگئے تو نبی اکرم ﷺ بھی خاموش ہوگئے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جو چاہے، جیسے چاہے قرآن مجید کو اپنے لب ولہجہ میں اور اپنی بولی میں پڑھتا پھرے؟ قرآن مجید کے ہر لفظ میں، مختلف قبائل کے لب ولہجے اور الفاظ کے اختلاف کا لحاظ کرتے ہوئے تبدیلی نہیں ہوسکتی، کیونکہ یہ تبدیلیاں آپ ﷺ نے خود متعین فرما دیں ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کو جمع کیا تو تمام کے تمام الفاظ و انداز پر مشتمل قرآن مجید سات علاقوں کی جانب روانہ کر دیے۔ ان سات علاقوں میں جو قرآن مجید بھیجے گئے تھے، ان تمام نسخوں میں تمام کے تمام لب ولہجے متعین کر دیئے گئے تھے۔ ان مصاحف میں لہجوں اور الفاظ کا فرق موجود تھا۔ اس طرح دنیا میں اب قراءتِ قرآن میں مختلف لہجوں اور الفاظ کا فرق پایا جاتا ہے، جو نسلاً بعد نسل قولی تواتر کے ذریعے سے ان علاقوں تک پہنچا ہوا ہے۔ قرآن مجید کے ان مختلف لہجوں اور لغتوں کو قاریوں کی اصطلاح میں ''قراءات'' کہا جاتا ہے، لیکن اس وقت دنیا میں جو قراءتیں پڑھی جارہی ہیں یہ عین وہی سات لہجے یا لغتیں نہیں ہیں جو آسمانوں سے اتریں۔ نبی اکرم ﷺ نے جو سات قسم کے مختلف تنوعات متعین کر دیئے تھے اور جو تواتر سے ثابت بھی ہیں، کو بعد ازاں قراء حضرات نے آپس میں خلط ملط کر دیا؟ وہ اس لئے کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں حضرت ہشام رضی اللہ عنہ نے ایک ہی نماز میں قراءت کرتے ہوئے جب مختلف لغتوں اور لہجوں کو، جن کو حدیث میں 'حروف کثیرۃ'

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا گیا ہے، جمع کردیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اتنا غصہ آیا کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میرا دل چاہتا تھا کہ میں نماز توڑ کر حالتِ نماز میں ہی ان کے گلے میں کپڑا ڈال لوں۔ جب نماز ختم ہوئی تو انہوں نے ہشام رضی اللہ عنہ کو پوچھا کہ آپ نے قرآن مجید کس طرح پڑھا ہے؟ گویا کہ ہشام رضی اللہ عنہ نے کئی حروف، کئی لہجے اکٹھے کردیئے تھے، تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح پڑھایا ہے۔ تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بڑی عجیب بات ہے کہ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں نہیں پڑھایا، چنانچہ دونوں حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا اپنا موقف بیان کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو سننے کے بعد کہا کہ تم نے بھی ٹھیک پڑھا ہے اور تم نے بھی ٹھیک پڑھا ہے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طبیعت میں ذرا جوش تھا، اس لئے ان کو تسلی نہ ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ میری تسلی نہیں ہو رہی تو انہوں نے میرے سینے پر ہاتھ مارا تو میری تسلی ہوگئی اور سمجھ آ گئی۔

الغرض یہ جو سات حروف ہیں بعد میں پڑھنے والوں نے انہیں محفوظ تو رکھا ہے، لیکن یہ حروف آپس میں خلط ملط کر دیے ہیں، کیونکہ مقصود یہ نہیں تھا کہ کسی ایک حرف میں الگ تلاوت کی جائے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہشام رضی اللہ عنہ کو ایک ہی رکعت میں مختلف لب ولہجوں میں تلاوتِ قرآن کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ اسی بناء پر اگر یہ حروف کسی ایک تلاوت میں اکٹھے ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ سورہ بقرہ میں ایک لفظ یبصط آتا ہے، جو کہ سین کے ساتھ بھی ہے اور صاد کے ساتھ بھی، اسی طرح 'لست علیھم بمصیطر' سین کے ساتھ بھی ہے اور صاد کے ساتھ بھی، آپ نے دیکھا ہوگا کہ یہ لفظ جہاں پر صاد کے ساتھ لکھا ہوا ہے اس کے ساتھ چھوٹا سین بھی موجود ہے، سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کے جو نسخے تیار کروائے تھے ان میں یہ گنجائش رکھی تھی کہ ان کو اگر دوسرے لب ولہجہ والا پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے۔ انہوں نے رسم الخط میں صاد کے ساتھ سین بھی لکھ دیا تاکہ جو سین پڑھنا چاہے وہ سین بھی پڑھ سکے۔ یہ محض آسانی پیدا کرنے کے لئے کیا گیا، اگر کوئی عام آدمی قرآن مجید پڑھ رہا ہو تو وہ عام طور پر صاد اور سین کا فرق نہیں کرسکتا۔ اگر صاد کی جگہ سین پڑھ دے تو غلط نہیں ہوگا بلکہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے آسانی پیدا فرما دی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ اس کو وہاں پڑھا جاسکتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے گنجائش دی ہے، ہر جگہ اجازت نہیں ہے۔

اس لئے ہمیں قرآن کے تلفظ کی اداء و انداز میں زیادہ سے زیادہ محنت کرنا چاہیے۔ سین کی جگہ صاد پڑھنا یہ قاری کی منشاء و مرضی پر منحصر نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو قرآن مجید محض ایک کھیل بن جاتا، جو چاہتا جیسے چاہتا جب چاہتا قرآن مجید کو پڑھتا پھرتا۔ جہاں قرآن مجید کو سین کی جگہ صاد پڑھنا تواتر سے ثابت ہے، صرف وہاں جائز ہے۔ اب جو قراءتیں موجود ہیں یہ ایک ایک حرف نہیں، بلکہ ان قراءتوں میں حروف کا اختلاط ہوا ہے اور اس میں کئی انواع و اقسام اکٹھی ہوگئیں ہیں۔ اس بناء پر روایت حفص کے اندر ہی جائزہ لیا جاسکتا ہے کہ صاد کی جگہ بعض جگہوں پر سین کی گنجائش ہے۔ روایت حفص کے اندر یہ گنجائش بتا رہی ہے کہ یہ صرف ایک روایت والا قرآنی نسخہ نہیں، بلکہ اس کے اندر اور قراءتوں کی بھی گنجائش موجود ہے، لیکن اسے ہم روایت حفص ہی کہیں گے اس لئے کہ روایت حفص میں کئی حرف اکٹھے ہوئے ہیں۔ ویسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو حروف نازل ہوئے تھے وہ الگ الگ تھے، لیکن فاقرء وا ما تیسّر فرما کر بعد ازاں آپ نے ان کو خلط ملط کرنے کی اِجازت دے دی تھی۔ اس لئے اہل علم نے جو قراءتیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیار کیں ہیں وہ خلط شدہ سبعہ احرف سے بنی ہیں۔ بڑے بڑے ائمہ نے ذاتی سہولت اور ذوق کے مطابق اُصول اور ضوابط متعین کر کے اپنی قراءتوں کو تیار کیا ہے۔ اس لئے جو قراءتیں آج پڑھی جاتی ہیں، وہ اماموں سے منسوب ہیں، چنانچہ ان کو یوں نہیں کہا جاتا کہ یہ فلاں حرف ہے۔ اب جو قراءتیں اماموں کی طرف منسوب ہوتی ہیں ان کی مثال ایسے ہی ہے، جیسے شریعت تو ہماری ایک ہے، لیکن اماموں کی فقہیں زیادہ ہیں، اسی طرح قراءتوں کا معاملہ ہے۔ البتہ قراءات اور فقہ میں بنیادی فرق یہ ہے کہ فقہ کی بنیاد تو رائے وقیاس، جبکہ قراءات میں سبعہ احرف کے اندر اماموں کی طرف سے ہونے والے باہمی تداخل سے قراءتوں کی تعداد سات سے متجاوز کر گئی ہے۔ اب قراءتیں اماموں کی طرف منسوب ہیں حتی کہ ان سے روایت کرنے والے راویوں کی روایت بھی انہی کی طرف منسوب ہوتی ہے۔ اب اہل علم اس بات کا اہتمام وانتظام کرتے ہیں کہ وہ اماموں کی قراءات کو ایک ہی طرح پڑھیں، دوسرے امام کی قراءت کو اس میں خلط ملط نہ کریں، لیکن بہر حال اہل فن کے لیے اس کی اجازت موجود ہے۔ اس لئے کہ اصل احرف سات تھے، جو آپس میں خلط ملط ہوئے ہیں۔ اب وہ سات کے سات احرف ان قراءتوں کے اندر موجود ہیں، لیکن ائمہ کی طرف منسوب قراءتوں کی گنتی سات سے زیادہ ہے۔ مثلاً امام عاصم کوفی رحمہ اللہ نے متعدد لہجوں کو اپنی قراءت میں جمع کر لیا ہے۔ ان کے استاد کا نام ابو عبدالرحمٰن السلمی رحمہ اللہ ہے، جو کہ مشہور تابعی ہیں، ان کی روایت امام حفص رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔ امام عاصم رحمہ اللہ نے ابو عبدالرحمٰن السلمی رحمہ اللہ کے علاوہ زر بن حبیش رحمہ اللہ سے بھی پڑھا ہے۔ زر بن حبیش رحمہ اللہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ میں موجود لفظ رأی کوکبا کو " رأے کوکبا " پڑھا ہے اور یہ امام عاصم رحمہ اللہ سے امام شعبہ رحمہ اللہ کی روایت ہے۔

المختصر اگر آپ مراکشی باشندوں کو دیکھیں تو وہ بات کرتے وقت الفاظ کو طوالت ولمبائی سے اَدا کرتے ہیں۔ اس لیے کہ روایت ورش میں حروف کو لمبا لمبا کر کے پڑھا جاتا ہے اور قراء حضرات بھی اس روایت کو پڑھنے کے لئے لمبے سانس کی مشق کرتے رہتے ہیں، کیونکہ روایت ورش کے مدات میں بہت زیادہ طوالت پائی جاتی ہے۔ ایک الف کو تین تین الفوں کے برابر کھینچا جاتا ہے۔ مراکشی باشندوں کے طرزِ تکلم میں بہت زیادہ چاشنی وشیرینی اور مٹھاس وحلاوت پائی جاتی ہے، جبکہ بعض عرب ممالک کے باشندوں کے طرزِ تکلم اور اندازِ گفتگو میں آپس میں لڑائی جھگڑے کی آمیزش اور جھلک پائی جاتی ہے۔ شامیوں کے اندازِ کلام سے احساس ہوتا ہے کہ گویا ان کے تکلم میں قرآن کریم کی سی فصاحت وبلاغت کا پہلو موجود ہے۔

بعض دانشور کہتے ہیں کہ قراءتوں کا اختلاف فصاحت وبلاغت کے منافی ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو مختلف اندازوں اور لغتوں میں اتارا ہی اس لیے ہے کہ مقتضائے حال کی رعائت ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ سات لغتوں میں لہجوں کے ساتھ ساتھ معانی قرآن میں موجود مشکلات کے حل کے لیے بعض مقامات پر بات کو دوسرے انداز میں سمجھانے کی غرض سے کلمات کی تقدیم وتاخیر، حروف میں کمی وزیادتی اور صیغوں کی تبدیلی وغیرہ کی قبیل کے بعض اختلافات بھی قراءتوں کے ضمن میں اترے۔ یہ تمام لغتیں، طرزیں اور تمام اسالیب بلاغت قولی تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچے ہیں اور ان سے قرآن کی فصاحت وبلاغت میں اضافہ ہی ہوا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ